

قائم نہ کر سکے تھے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جال آشیانے سے اتنا قریب تھا، گویا کہہ سکتے ہیں، بالکل ملا ہوا تھا، جیسا کہ ”سخت قریب“ سے ظاہر ہے۔

۳۔ شرح : خود مرزا غالب میر ہمدی مجروح کو اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”پہلے یہ سمجھو، قسم کیا چیز ہے ؟ قد اس کا کتنا لمبا ہے ؟ ہاتھ پاؤں کیسے ہیں ؟ رنگ کیسا ہے ؟ جب یہ نہ بتا سکو گے تو جانو گے کہ قسم جسم و جسمانیّت میں سے نہیں، ایک اعتبار محض ہے، وجود اس امر کا صرف تعقل میں ہے۔ سیرخ کا سا اس کا وجود ہے، یعنی کہنے کو ہے، دیکھنے کو نہیں۔ پس شاعر کہتا ہے کہ جب ہم آپ اپنی قسم ہو گئے تو گویا اس صورت میں ہمارا ہونا ہمارے فنا ہونے کی دلیل ہے۔“

محاورہ یہ ہے کہ فلاں شے ہمارے پاس قسم کھانے کو بھی نہیں، یعنی نام کو بھی نہیں، کیونکہ اگر اس کا وجود کچھ ہوتا تو قسم کھانے کا ثبوت بن سکتا تھا۔ یہی محاورہ مرزا نے اس شعر میں استعمال کیا ہے۔ فرماتے ہیں : ”ہمارا ہونا، ہمارے فنا ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ہم ٹٹتے ٹٹتے اس حد پر پہنچ گئے گویا اپنی قسم بن گئے ہیں۔ یعنی نام کو بھی ہمارا وجود باقی نہ رہا۔“

۴۔ شرح : جن لوگوں نے عشق کی سختیاں جھیلیں، ان کے بارے میں کیا پوچھتے ہو ؟ وہ لوگ رفتہ رفتہ گھلتے گھلتے سہرا پارِ رنج و غم رہ گئے۔ جس طرح خارج میں رنج و غم کا کوئی وجود نہیں، اسی طرح عاشقوں کا وجود بھی عشق کی کڑیاں برداشت کرتے کرتے تحلیل ہو گیا۔

۵۔ شرح : اے محبوب ! زبانے میں محض تیری ہی طرف سے

ہم پر ظلم و ستم نہیں ہوئے، تیرے علاوہ بھی ہمیں گونا گوں جفا کاروں سے سابقہ چڑھا رہا۔ اگر تو وفاداری کا پابند ہو جائے تو تیرے ظلموں کی تلافی